

نظام فتوت کے چند منابع

محمد ریاض

نظام فتوت یا جوان مردی کو اخیت، فروسیت اور کئی دیگر ناسوں سے یاد کرتے ہیں۔ یہ نیکی اور باہمی تعاون و یگانگت کا ایک نظام تھا جو تیسری صدی ہجری سے گیارہویں صدی ہجری تک باقاعدہ نافذ اور متداول رہا۔ فقیان، جوانمردوں یا اخیان کے رفاہی کاموں کا تعارف ہم نے کوئی آٹھ سال قبل پیش کیا تھا (ماہنامہ فکر و نظر اسلام آباد اپریل و مئی ۱۹۷۰ء) یہاں گفتہ را باز گفتن، کی ضرورت نہیں۔ مگر اکثر حضرات نظام فتوت کی حاصل کتابوں کا پوچھا کرتے ہیں۔ اس لئے رسائل فتوتیہ یا فتوت ناسوں کی سات مستقل کتابوں کا مختصر تعارف پیش کرنا یہاں مقصود ہے۔

فتوت و جوانمردی کے بارے میں کئی کتب میں اقوال ہی مذکور نہیں، باقاعدہ ابواب بھی متعین کئے گئے ہیں۔ مثلاً عبدالرحمن السملی نیشاپوری (م ۴۱۲ھ) کی طبقات الصوفیین، امام ابوالقاسم قشیری (م ۴۶۵ھ) کا رسالہ القشیریہ، امام فخرالدین رازی (م ۶۰۶ھ) کی تفسیر ”اسرار التنزیل“، شیخ شہاب الدین سہروردی کی تالیف، عوارف المعارف، (یہ تمام کتب عربی میں ہیں) اور شیخ محمود آلہ (م ۷۵۳ھ) کی فارسی کتاب ”نفائس الفنون“ پر ایک نگاہ ڈالی جا سکتی ہے۔ ان کتب میں نظام فتوت کے نظری اور عملی پہلوؤں پر کافی لکھا گیا ہے، مگر یہ اس موضوع کی مستقل کتابیں پھر بھی نہیں ہیں۔ دراصل تصوف اور نظام اخلاق کے ذکر میں ضمناً فتوت پر بھی

لکھا گیا ہے۔ نظام جوانمردی کے بارے میں کئی زبانوں میں مستقل تحقیقات موجود ہیں، مگر اساسی کتب عربی میں ملتی ہیں یا فارسی میں۔ مخطوطات کی فراوانی سے قطع نظر، مطبوعہ فتوت نامے راقم الحروف کی دسترس میں صرف سات ہیں۔ ایک عربی میں ہے اور بقیہ فارسی میں۔ ان کتابوں کا مختصر تعارف ہی اس مقالے کا مقصود ہے۔ مگر نظام فتوت کے موضوع کے بارے میں فتوت نامہ سلطانی (نمبر ۷ دیکھیں) کی ابتدائی فصول کے مختصر اقتباسات ترجمہ کر کے نقل کر دیں :

” علم جوانمردی کا موضوع انسانی نفس ہے کیونکہ افعال بد کے ارتکاب یا پسندیدہ اعمال کی انجام دہی کی نسبت اسی سے کی جاتی ہے۔ اس علم کا مقصد یہ ہے کہ نفس انسانی تزکیہ و تصفیہ کو اپنا وقار و شعار بنائے تاکہ قد افلاح من زکوا و قد خاب من دسوا، (۹ - ۱۰ / ۹۱) کے قرآنی فرمان کے مطابق صاحب نفس کی نیک نامی اور نجات کا سامان میسر آسکے عرف عام کی اصطلاح کی رو سے فتوت یا جوانمردی یہ ہے کہ انسان اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کا حامل ہو اور فضائل و اوصاف میں وہ دوسروں سے ممتاز تر ہو۔ مگر خواص اس بات کو یوں بیان کرتے ہیں کہ فتوت فطرت انسانی کو سنور و متجلی کرنا ہے تاکہ فضائل و رذائل پر غالب آجائیں فتوت ایک پر وقار روش ہے اور یہ توحید و تصوف کا ایک شعبہ ہے۔ مگر یہ ایک عملی روش ہے اور نظری طور پر اس کی تعریفات سے تشفی نہ ہوگی،۔“

خواجہ کمال الدین عبدالرزاق کاشی نے اپنی عربی کتاب (دیکھیں نمبر ۵) میں فرمایا ہے :

علم الفتوة علم ليس يعرفه	الا اخوفه بالحق موصوف
و كيف يعرفه من ليس يشهده	و كيف يعرف ضوء الشمس مكفوف

اور اسی مولف نے اپنے فارسی فتوت نامے ”قواعد الفتوہ“ میں شیخ فرید الدین عطار کے اشعار نقل کئے ہیں کہ :

دیدہ دل از فتوت روشن است روضہ جان از فتوت گلشن است
گر بود علم فتوت بر سرت ہر زماں بخشد صفای دیگر

شیخ سہروردی کے دو فتوت نامے :

شیخ الاسلام، ابو حفص شہاب الدین عمر سہروردی (م ۵۶۳۲/۱۲۳۴ء) اپنے عصر کے بہت بڑے صوفی اور مصنف تھے۔ عوارف المعارف ان کی معروف تصنیف ہے۔ ان کی چار دوسری تصانیف بھی بے حد اہم مانی جاتی ہیں۔ جذب القلوب الی سواصلہ المحبوب، رشف النصائح، اعلام التقی اور اعلام الہدی۔ ان عربی کتابوں کے فارسی ترجمے موجود ہیں۔ ان کی بعض تصانیف اردو اور دیگر زبانوں میں بھی منتقل ہو چکی ہیں۔ آپ ۵۰۳۹-۱۱۴۵ء میں زنجان (ایران) کے ایک موضع سہرورد میں پیدا ہوئے۔ جوانی میں بغداد تشریف لے گئے اور وہاں اپنے ماسون ابو النجیب عبدالقاہر سہروردی (م ۵۰۶۳-۱۱۶۸ء) کے مرید ہوئے۔ ان کے پیران طریقت میں سید عبد القادر گیلانی (م تقریباً ۵۰۶۱-۱۱۶۵ء) بھی شامل تھے۔ شیخ سہروردی نے بغداد میں ایک خانقاہ قائم کی اور مدتوں ارشاد خلائق کا کام انجام دیا۔ وہ بغداد میں ہی مدفون ہیں۔

شیخ سہروردی کے دو فارسی فتوت نامے موجود ہیں۔ جرمن مستشرق فرانتز تیشر نے اپنے مقالوں میں انہیں متعارف کرایا تھا (۱)۔ ۱۹۷۳ء میں مرتضیٰ صراف نے ”رسائل جوانمردان“ کے عنوان سے جو چند فتوت نامے تہران سے شائع کرائے، ان میں یہ دونوں کتابیں بھی شامل ہیں۔ سہروردی نے عوارف المعارف میں بھی فتوت و جوانمردی سے بحث کی ہے، مگر ان کے

یہ دو فتوت ناسے مظہر ہیں کہ انہیں اس مسلک سے غیر معمولی دلچسپی تھی۔ ان کی ان کتابوں کے مخطوطے کتب خانہ ایاصوفیا (استنبول) میں موجود ہیں۔ ایک مختصر فتوت نامہ ہے (مطبوعہ ۱۳ صفحے) اور دوسرا خاصا مفصل (۶۳ صفحات) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلا شیخ موصوف کی تحریر ہے اور دوسرا ان کی املا۔

۱۔ مختصر فتوت نامہ (انشائے سہروردی)

فرماتے ہیں کہ فتوت کا رواج حضرت شیث بن حضرت آدم کی سنت سے ہوا ہے۔ حضرت شیث بے حد عبادت گزار تھے۔ اس طرح انہیں اپنے کاسوں سے زیادہ دوسروں کے کاسوں کی فکر تھی۔ حضرت آدم نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا کہ شیث کی مدد کیا کرو کیونکہ اسے اپنے کاسوں کی انجام دہی کا خیال نہیں رہتا۔ ان کے زمانے سے حضرت ابراہیم کے عہد تک فتوت اور طریقت ایک تھیں۔ انہوں نے دونوں کے جداگانہ خرقے متعین کئے، اور دونوں کے ظاہری اور باطنی آداب مقرر فرمائے۔ ظاہری آداب میں حلال و حرام کی تمیز اور اعضائے فعال کا برے کاسوں سے روکنا ہے۔ مثلاً سمع و بصر اور دست و پا کا پسندیدہ کاسوں میں مشغول رکھنا اور زبان و دھان سے غیبت و بہتان و بدکلامی اور حرام خوری کا کام نہ لینا۔ باطنی و قلبی صفات کو وہ سخاوت، سہربانی، تواضع، عفو، عظمت اور صحو کہتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ فتوت، خلت ابراہیم ہے۔ انہوں نے یہ روش اپنے فرزند حضرت اسماعیل کو سکھائی اور یوں نسل بعد نسل یہ سلسلہ حضرت محمد ص پر منتہی اور کاسل ہوا۔ آپ کا یہ قول ہی جو ایک حدیث سے مستعار ہے فتوت کا مظہر کاسل ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ نبی اکرم کی سخاوت اور سہربانیاں

مسلم و غیر مسلم سب کے لئے یکساں طور پر وقف رہیں۔ آپ کی سنت فتوت سے یوں توسب مستفید ہوئے ہیں، مگر حضرت علی رض نے اس مسلک کے آداب سیکھنے میں تخصص حاصل کیا ہے۔ چنانچہ فتوت کو میراث علی قرار دینا نا مناسب نہیں ہے۔

۲۔ مفصل فتوت نامہ (املائے سہروردی)

شیخ سہروردی فرماتے ہیں کہ فتوت، فتوے سے مشتق ہے۔ ہر پسندیدہ کام فتوت ہے۔ اگرچہ فتوت میں اور شریعت، طریقت اور حقیقت میں کوئی مغائرت نہیں مگر اس مسلک کے جداگانہ آداب و سنن رکھے گئے ہیں۔ یہاں بھی انہوں نے حضرت شہت تا حضرت محمد ص فتوت کی تاریخ بیان کی ہے۔ کلمہ فتوت کے بنیادی حروف تین ہیں۔ (ف، ت، و) اور شیخ موصوف نے ان سے بھی بحث فرمائی ہے۔ انہوں نے ۲۵ ایسے الفاظ لکھے جو ف، ت، یا و کے آغاز سے بنتے ہیں (ے ف کے، ۱۴ ت کے اور ۴ و کے) اور وہ اس مسلک کے معترف بھی ہیں: ”ف“ سے فتوح، فصاحت، فراغت، فہم، فراست، فعل ”ت“ سے توکل، توبہ، تواضع، تصدیق، تصور، تحمل، تطوع، تہجد، تلطف، تبرک، تصرف، تمکین، تفکر، تسکین۔ ”و“ سے وفا، ورع، ولایت، وصلت۔

وہ نام نہاد فقیان اور اخیان کے شاکی اور ناقد بھی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ سیاہ کاروں، مغروروں اور جاہلوں کو فتوت سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی۔ فتوت کا مظہر یہ حدیث ہے کہ ”تخلقوا باخلاق اللہ“، (اللہ کے اخلاق اپناؤ) اس فتوت نامے کے دو اصل جملے ملاحظہ ہوں:

”فتوت راہ نمائی است بہ جملہ طرائق خوب و نزدیک کنندہ است بانبیاء و صدیقان و شہیدان و اولیا و بہشت و بہ حق سبحانہ و تعالیٰ۔ پس از ہمیں

است کہ فتوت برترین جملہ طریقہ ہاست، (رسائل جوانمردان صفحہ - ۱۱۰)
 ”کمال فتوت چنانکہ حقیقت حق است باری تعالیٰ راست و در خاصان
 ایزد عز شانه مصطفیٰ علیہ السلام راست، (ایضاً صفحہ ۱۱۱)

اس فتوت نامے کے ۵ باب ہیں اور آخری باب تربیت جوانمردان کے
 آداب کے لئے مختص ہے۔ کتاب کے ”ابتدائیہ“ میں آپ نے لکھا ہے :

”راہ فتوت پر چلنا کسی بدکردار کے بس کی بات نہیں۔ حلال اور حرام کی
 تمیز نہ کرنے والے، حرام پر نفس کو متوجہ رکھنے والے، روز و شب ہوی و ہوس
 میں زندگی گزارنے والے، دینار و درہم کے بندے اور مغرور لوگ اخنی اور فتنی
 کے نام سے بے شک موسوم ہوتے رہیں، اس مسلک سے ان کا کوئی تعلق نہیں
 ہے۔ جوانمرد وہ ہے جو نیک اور پاک دامن ہو، اطاعت حق اس کا شیوہ ہو،
 شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کا جوہا ہو اور ان چہار گانہ راستوں سے دور
 نہ ہٹے۔ پنج گانہ نماز ادا کرے، فرض اور نفل روزے رکھا کرے اور شب
 زندہ دار ہو، مگر اتنی دین داری ماضی کے فتنیان کا شیوہ رہا ہے۔ جوانمرد
 وہ ہے جو محنت سے روزی کمائے، اہل و عیال کو کھلائے اور مساکین کی
 بھی اعانت کرے۔ اگر مجرد ہو تو اپنی ضرورت سے فاضل مال کو اسے ایثار
 کر دینا چاہیئے۔ اسے چاہے کہ نیک ہو اور نیکی کی دوسروں کو بھی تعلیم
 دے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی جوانمردوں کے کاموں میں سے ہے،۔۔۔

۳۔ کتاب الفتوة لا بن المعمار الحنبلی

ابن المعمار حنبلی (م ۶۴۲ھ) بغداد کے ایک جوانمرد عالم تھے۔ نظام
 جوانمردی و فتوت کے بارے میں ان کی واحد عربی کتاب ابھی شائع ہوئی ہے۔
 مجموعی حیثیت سے یہ کتاب فارسی کی ہر کتاب جوانمردی سے جامع تر ہے۔

اس میں قنوت کی خاص اصطلاحات بھی موجود ہیں۔ فارسی کے کسی قنوت نامے میں یہ اصطلاحات موجود نہیں ہیں۔ البتہ شمس الدین محمود آملی نے نفائس القنوں فی عرائس العیون میں انہیں تقریباً اسی ”کتاب الفتوہ“ کی طرح لکھا ہے۔ (دیکھیں ماہنامہ فکر و نظر اسلام آباد مئی ۱۹۷۰ء)۔

یہ کتاب ۱۹۵۸ء میں بغداد سے شائع ہوئی۔ ڈاکٹر مصطفیٰ جواد مرحوم کے مفصل مقدمے نے اس کتاب کو چار چاند لگا دئے ہیں۔ قنوت نامہ سلطانی کے فارسی مقدمے میں ڈاکٹر محمد جعفر محبوب نے اس عربی مقدمے سے بھر پور استفادہ کیا ہے۔ ڈاکٹر مصطفیٰ جواد نے اپنے مقدمے میں قنوت کے نام سے موسوم تقریباً جملہ تحریکوں کا ذکر کر دیا ہے۔

”کتاب الفتوہ“ ایک اعتبار سے نظام قنوت کے زرین عہد میں لکھی گئی۔ معاصر عباسی خلیفہ الناصر لدین اللہ (۵۷۵ تا ۶۲۲ھ) نے قنوت اور قتیان کی سرپرستی کی تھی۔ خلیفہ نے معاصر مسلمان بادشاہوں اور حاکموں کو قنوت ناصری کے خاص لباس اور خرقے بھی پہنوائے تھے۔ مختلف شہروں میں اس خلیفہ نے رفاہی کاسوں کا تداول کروا کر نظام قنوت کے عملی نمونے فراہم کئے تھے۔ بغداد کے یتیم خانوں، ہسپتالوں اور سہمان خانوں وغیرہ کی کیفیت ابن کثیر کی ”الکامل فی التاریخ“ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ کتاب الفتوہ، قنوت ناصری کی معرف ہے اور پورے نظام قنوت کی بھی۔

ابن المعمار پہلے دین اسلام کی اساسی اخلاقی تعلیمات پر روشنی ڈالتے ہیں جن سے نظام قنوت، منشعب ہوا ہے۔ پھر وہ نظام قنوت کی تاریخ لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم کی ذات گرامی قنوت اور ایثار کا نمونہ ہے۔ سیرت پیغمبر سے جملہ صحابہ مستفیض ہوئے مگر حضرت علی قتیان کے لئے

بھی ایسے ہی قابل توجہ رہے ہیں، جس طرح صوفیا کے لئے - صوفیا کے بعض سلسلے حضرت ابوبکر صدیق سے بھی ملتے ہیں مگر فقیان کے خرقے حضرت علی سے ہی متصل ہیں۔ نظام قتوت، فقیان کی کوشش سے جملہ مسلمان آبادیوں میں مروج رہا، مگر بعض مقامات پر اس نظام کے ذریعے ایثار شجاعت و شہامت، اور دوسروں کے ساتھ عملی تعاون کا مظاہرہ زیادہ ہوتا رہا ہے۔ خلیفہ عباسی، الناصر لدین اللہ نے مسلمانوں کی وحدت و یک رنگی اور ان کی اجتماعی قوت کی موجودگی کی خاطر اس نظام کو مفید جانا اور سرکاری طور پر اس کی تائید اور سر پرستی کی۔ مصنف خلیفہ عباسی کے مختلف جوانمردانہ اعمال کی تفصیل بتاتے ہیں۔

”کتاب الفتوہ، ابواب اور فصول میں منقسم ہے۔ اس میں قتوت کے آداب اور شرائط مذکور ہیں۔ اس نظام کی ایجابی اور سلبی خصوصیات تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ مصنف کی نظر میں دنیا فساد کرنے والے، چور بازاری کے مرتکب اور گراں فروش لوگ نظام قتوت کے رکن نہیں بن سکتے۔ کتاب میں اشعار، تمثیلات اور حکایات بھی ملتی ہیں۔ ان حکایات میں فقیان کے ایثار اور ان کی نیکو کاریوں کا بیان ملتا ہے۔

۴۔ قتوت نامہ، شیخ زرکوب:

شیخ نجم الدین ابوبکر محمد طاہری تبریزی (م ۵۷۱۲ھ - ۶۱۳۱ھ) ساتویں آٹھویں صدی ہجری کے باکمال صوفیا میں سے تھے۔ ان کے حالات زندگی بہت کم معلوم ہیں۔ ابن الکریلائی کی کتاب ”روضات الجنان و جنات الجنان“، (جلد اول) میں ان کے ضروری کوائف البتہ مل جاتے ہیں۔ وہ سہروردی طریق کے صوفی تھے۔ اسی کتاب (روضہ چہارم) سے ان کا سال ولادت ۵۶۳۱ھ۔

۱۲۳۴ء مستبٹ ہوتا ہے۔ ان کا قنوت نامہ ”رسائل جوانمردان“ کے کوئی ۵۰ صفحات کو محیط ہے (صفحہ ۱۶۸ تا ۲۱۸)، لیکن بظاہر یہ ان کے اصل قنوت نامہ کی تلخیص ہے (۲) اس قنوت نامے میں وہ اپنی ایک منظوم کتاب صحبت نامہ کا ذکر کرتے ہیں مگر وہ اب ناپید ہے۔ قنوت نامہ میں مصنف کے متعدد فارسی اشعار بھی ملتے ہیں اور ان میں نظام قنوت اور اس کی بعض خصوصیات کو متعارف کرایا گیا ہے، مثلاً:

قنوت پیشہ پیغمبران است	قنوت شیوہ ہر بی ادب نیست
کہ جاہل در قنوت بدگمان است	قنوت چیست؟ ترک جہل گفتن
ز اخلاق حمیدہ کاروان است	قنوت چیست؟ در بازار معنی
قنوت آفرینش را دہان است	بمعنی آفرینش یک وجود است
مروت اندرو ہمچو زبان است	قنوت فرض کردی چون دہانی
مروت ہمچو گل در گلستان است	قنوت گلستانی دان سراسر
قنوت در ہمہ اشیا روان است	کسی کش چشم معنی باز باشد
طریقت چون درخت بوستان است	قنوت بوستان و شرع چون تخم
قنوت را بہر معنی ضمان است	نہ ہر کورا قنوت دار خوانند
زمین خارو جای گلستان است	ہمہ جارا زمین گویند لیکن
ز درتا باشبہ (۳) فرقی عیان است	اگرچہ ہر در مروارید باشد
کہ در دین قبلہ خلق جہان است	بہر صد سال مردی را توان دید
از ار عز و خدست برسیان است	قنوت دار را در ہر دو عالم
اگر مال است و گرجان درسیان است	قنوت در آن باشد کہ اورا
قنوت دار آن کو دل ستان است	قنوت در آن کو دل نواز است
قنوت دار دائم میزیان است (۴)	اگر خود نیم نائی ملک دارد

اگر خود میہمان دست است و کافر فتنوت دار خاک میہمان است (۵)
جہان را خلق ہم چون گلہء دان فتنوت دار مانند شبان است (۶)

کتاب کا ایک طویل مقدمہ ہے (صفحہ ۱۶۸ تا ۱۸۱) جس میں شیخ موصوف حقوق عبودیت، نظام فتنوت کی تاریخ، انبیاء و صحابہ کی فتنوت، سیرت رسول کے جوانمردانہ پہلو (یوں تو ساری سیرت پاک جوانمردی کی ہی تفسیر و توضیح کہی جا سکتی ہے) اور حکایات فقیان پر روشنی ڈالتے ہیں۔ وہ جان و مال کی قربانی کی اہمیت بتاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ فقیان وہی ہیں جو نفس و جان کو قربان کر سکیں اور مال و منال کو خاطر میں نہ لائیں۔

کتاب کا باقی حصہ چند فصول پر مشتمل ہے اور جملہ مباحث میں مناسب حکایات و امثال موجود ہیں۔

۱۔ شرائط و آداب فتنوت۔ یہاں ۱۳ شرائط اور ۴۰ آداب جوانمردان سے بحث کی گئی ہے۔ (۷)

۲۔ خصوصیات مسلک فتنوت۔ یہاں جہاد نفس، غزا و معرکے، بذل مال اور فقیان کی دیگر اخلاقی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔

۳۔ فتنوت کی ایجابی اور سلبی شرائط سے بحث۔

۴۔ مروت

۵۔ اقوال بزرگان فتنوت

۶۔ آداب طعام خوردن فقیان

۷۔ عبادت فقیان

ان عنوانات سے کتاب کے محتویات کا قیاس کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ فتوت نامہ شیخ کاشانی

شیخ عبدالرزاق کاشانی (م ۵۷۳۶-۱۳۳۶ء) کے القاب جمال الدین اور کمال الدین ہیں۔ آپ مشہور عربی کتاب ”اصطلاحات الصوفیہ“ کے مصنف ہیں۔ انہوں نے شیخ عبداللہ انصاری (م ۵۸۸۱-۱۰۸۹ء) کی سنزل السائرین اور شیخ ابن عربی (م ۵۶۳۸-۱۲۴۱ء) کی فصوص الحکم کی شروح لکھی ہیں۔ ”تحفة الاخوان فی خصائص الفقیان“ کے نام سے انہوں نے عربی میں ایک فتوت نامہ لکھا اور پھر قواعد الفتوة کے نام سے خود ہی اسے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ بعض لوگ غلطی سے اسے شیخ علاء الدولہ سمنانی (م ۵۷۳۶-۱۳۳۶ء) کی تالیف بتاتے رہے ہیں۔ شیخ کاشانی اور شیخ سمنانی دو ناسور معاصر تھے۔ وحدت الوجود کی تعبیرات کے سلسلے میں ان کے اختلافات جاسی (م ۵۸۹۸-۱۳۹۲ء) کی نفحات الانس اور ابن الکربلائی (م ۵۹۹۷-۱۰۸۹ء) کی روضات الجنان و جنات الجنان (جلد دوم) میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ مگر فتوت نامہ بہر حال شیخ کاشانی کا ہی ہے۔ عربی متن راقم الحروف نے فی الحال نہیں دیکھا۔ فارسی متن ۱۹۷۲ء میں اہواز یونیورسٹی (ایران) کے ایک پروفیسر ڈاکٹر محمد داسادی نے شائع کیا (تہران ادارہ بنیاد فرهنگ) مگر انہیں مؤلف کا علم نہ تھا۔ پھر یہ متن مذکورہ رسائل جوانمردان (صفحہ ۲ تا ۵) میں بہتر طریقے پر شائع ہوا ہے۔

بہتر ہوگا کہ یہاں شیخ کاشانی کے فتوت نامے اور مذکورہ تین کتب کے علاوہ ان کی چند دیگر تالیفات کے نام بھی لکھ دیں۔

۱۔ تاویلات القرآن۔

۲۔ رسالہ فی القضاء و القدر

۳ - المبدأ و المعاد

۴ - اسرار الصلوة

۵ - مشکوة العارفين

۶ - السراج الوهاج فی تفسیر القرآن

۷ - رشح الزلال فی شرح الفاظ المتمد اولہ بین الاذوق والاحوال

۸ - لطائف الاعلام فی اشارات اهل الافہام

شیخ کاشانی کا یہ فتوت نامہ بہت اہم ہے اور بعد کے مصنفین نے اس سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ کتاب کا ایک مفصل مقدمہ ہے جس کی چار فصول قائم کی گئی ہیں :-

۱ - حقیقت فتوت

۲ - منبع و مظهر فتوت (ذات نبی اکرم ص اور حضرت علی رض کا ذکر ہے، -

۳ - مآخذ فتوت (تقریباً شیخ سہروردی کے مختصر فتوت نامے کی سی بحث

ہے)

۴ - مبادی و مبانی فتوت - عفت، شجاعت، حکمت عدالت اور سخاوت

کے فضائل سے بحث کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں کہ فتوت کے مظاہر ساری کائنات میں پھیلے ہوئے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے لوگوں کے استحقاق کے بغیر وسائل بخشش و کرم سے کائنات کو سملو کر رکھا ہے۔ نبی اکرم ص کی سیرت دیگر اسور زندگی کی طرح فتوت داروں کے لئے بھی نمونہ ہے۔ آپ ص کے فرمان مبارک ”بعثت لاتمم مکارم الاخلاق“، (میں اس لئے معبود ہوا کہ مکارم اخلاق کی تکمیل کروں) میں نظام فتوت کا موضوع بھی شامل ہے۔

مقدمے کی طرح کتاب کے اختتامیے کی بھی چند فصول ہیں۔ یہ فصول حسب ذیل ہیں :

- ۱۔ اکتساب طریق فتوت کے آداب
 - ۲۔ فتیان کی سیرت اور نظام فتوت کی خصوصیات
 - ۳۔ فتیان کی ضیافت اور خدمت خلق کے آداب۔
- اصل کتاب کے حسب ذیل دس باب ہیں :
- الف۔ توبہ (ب) سخاوت (ج) تواضع (د) اسن و سلامتی (ه) صدق (و) ہدایت
 خلائی (ز) نصیحت مخلوق (ح) وفا شعاری (ط) راہ فتوت کی آزمائشیں (ی) اقسام
 فتوت اور طبقات فتیان۔

کتاب میں مناسب مواقع پر عربی اور فارسی اشعار، نیز حکایات و تمثیلات
 موجود ہیں۔

۶۔ رسالہ ”فتوتیہ“، مولفہ شاہ ہمدان رح

شاہ ہمدان، حضرت میر سید علی ہمدانی (۷۱۳-۷۸۶ھ) کا لقب ہے جنہیں امیر کبیر، حواری کشمیر اور علی ثانی بھی کہا جاتا رہا ہے۔ وہ کئی عربی اور فارسی کتابوں کے مصنف اور شاعر ہیں۔ انہوں نے ہمدان، ختلان (موجودہ۔ کولاب، تاجیکستان روس) وادی جموں و کشمیر اور اس کے نواحی علاقوں، جیسے گلگت اور بلتستان وغیرہ میں غیر معمولی دینی اور رفاہ عامہ کی خدمات انجام دیں اور جوانمردی کے عملی نمونے فراہم کئے ہیں (دیکھئے ماہنامہ فکر و نظر بابت ماہ دسمبر ۱۹۷۳ء میں میرا مقالہ) شاہ ہمدان کے رسالہ ”فتوتیہ کو راقم الحروف پہلے ہی خاطر خواہ طور پر متعارف کرا چکا ہے۔ متن کو ادارہ اوقاف حکومت پاکستان پنجاب نے ۱۹۷۱ء میں لاہور سے شائع کرایا

اور اردو ترجمہ ماہنامہ فکر و نظر کے مارچ ۱۹۷۱ء کے شمارے میں شائع ہوا ہے۔

اس مختصر رسالے میں فتوت کے اخلاقی نظام پہلو پر بھی بھرپور انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ مصنف اس نظام کو ”اخیت“، (بھائی چارہ) قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے موضوع جوانمردی پر بزرگوں کے اقوال کو جمع کیا اور اپنا سلسلہ فتوت لکھا ہے۔ اس نظام کے بعض آداب کی انہوں نے تشریح کی اور حقوق العباد پر توجہ رکھنے کے لئے اس نظام کی معنویت اور حقانیت بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ عام لوگوں کی عبادات بے روح ہو کر رہ گئی ہیں۔ انہیں صاحبان دل کی حلاوت عبادت سیر نہیں آسکتی۔ لہذا انہیں حقوق العباد کی ادا ئیگی کے ذریعے اپنے روحانی مقام کے ارتقا کی خاطر کوشش کرنا چاہئے۔ حقوق العباد کے ضمن میں بذل مال کی خاص اہمیت ہے۔ بذل مال میں فیاضی برتنے والے ہی قربانی جان میں پیش پیش ہو سکتے ہیں اور جان و مال کی پرواہ نہ کرنے والے ہی جوانمرد، اخی یا فتنہ ہیں۔ ایک دوسرے کی مدد کرتے رہنے کے جذبے کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

”ضروری ہے کہ مسلمان سفر زندگی میں ایک دوسرے کے معاون اور مددگار بنے رہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن ایک عمارت کی مانند ہیں جس کی ہر اینٹ دوسری اینٹ کی پختگی اور استواری کا موجب بنتی ہے۔ قرآن مجید میں وارد ہے کہ (آیت - ۱۱ سورہ الحجرات) مومنین بے شک آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ برادری کا تقاضا یہی ہے کہ ایک دوسرے کی تکلیف کا احساس کیا جائے اور دین و دنیا کے جملہ کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کیا جائے فرماتے ہیں کہ دنیا کے بندوں نے برادری کے اصول

فراسوش کر دئے تھے مگر اہل فتوت ان کے احیاء کے لئے کوشاں ہیں۔ اخی یا جوانمرد کے اوصاف ان کی نظر میں یہ ہیں :

”وہ بوڑھوں کا احترام کرے، جوانوں کو نصیحت دے، بچوں کے ساتھ شفقت کرے، کمزوروں کے ساتھ مہربانی کرے، سساکین سے سخاوت برے، عالمان دین کا وقار ملحوظ رکھے، ظالموں سے دشمنی رکھے، بدکاروں کی توہین کرے، عام لوگوں کے ساتھ احسان و مروت برے، خدا کے حضور خضوع و خشوع کرے، خواہش نفس پر حکمران ہو، شیطان کا مقابلہ کرے، لوگوں کے مظالم کو سہتا رہے، دشمنوں کے ساتھ برد بار ہو، مصائب پر صبر کرے، خدا سے امید وابستہ رکھے اور شکر نعمت ادا کرے، اپنے عیوب نفس کا شناسا ہو، دوسروں کے عیوب سے ساکت ہو، اپنے مقدر پر راضی اور قانع ہو، شریعت پر استوار ہو اور طریقت تصوف میں ثابت قدم، ہوا و ہوس سے دور ہو، تہمت و بہتان سے دور ہو، بدنامی کو سول نہ لے، غافلوں سے دوری اختیار کرے، ساتحتوں پر مہربان ہو اور اپنے سے بڑوں کا مطیع، نیکی کے کام میں دوسروں سے تعاون کرے اور ہر کسی کے ساتھ ایک اچھے انسان کا سا برتاؤ کرے،۔۔۔

۲۔ فتوت نامہ سلطانی مولفہ کاشفی

اخلاق محسنین اور انوار سہیلی کے مصنف حسین واعظ کاشفی سبزواری (م ۹۱۰ھ - ۱۰۵۰ء) کا یہ فتوت نامہ خاصا مفصل ہے۔ اسے ۱۹۷۱ء میں استاذی ڈاکٹر محمد جعفر محبوب نے تہران سے شائع کرایا ہے (انتشارات بنیاد فرهنگ) انہوں نے کوئی ۹۰ صفحے کا مقدمہ لکھا۔ اس میں انہوں نے فتوت کے بارے میں راقم الحروف کی تحقیقات کا بھی ذکر کیا ہے (صفحہ ۷۹ و ۸۰)۔ کتاب کا متن تقریباً ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے انہوں نے دو مخطوطات کی مدد

سے مرتب کیا۔ فی الحال کتاب کے یہی مخطوطے معلوم ہو سکے۔ مگر مصنف کی فہرست و سدرجات کے مطابق یہ متن ہنوز نامکمل ہے۔ یا مصنف فہرست مطالب کے مطابق کتاب کو مکمل نہ کر سکا، یا یہ مخطوطے ناقص ہیں۔ موجودہ متن میں ایک مقدمہ ہے جس میں تین فصول ہیں۔ ان فصول میں نظام فتوت کی تاریخ اور انبیاء، صحابہ اور دیگر صالحین کی فتوت کا ذکر ہے۔ بعد میں مفصل ۷ ابواب ملتے ہیں :

- ۱۔ مظاہر فتوت، رابطہ فقر و تصوف و طریقت بافتوت (۲) مسلک فتوت کا پیرو مرشد (۳) نقیب اور استادان شد کا حال (۴) خرقة فتوت (۵) آداب فتیان (۶) فتیان سیفی (۷) سلاح اہل فتوت۔ ان سات ابواب کو مصنف نے کئی کئی فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے تا ساتویں باب کی فصول بالترتیب یوں ہیں۔ ۴، ۴، ۱۰، ۱۱، ۱۶، ۳، ۷۔ فتوت نامہ کسی اختتامی گفتگو کے بغیر ہے۔ فہرست مطالب (مقدمہ) کے مطابق اس کے ۱۲ باب ہونے چاہیئے تھے۔

اس فتوت نامے کے ذریعے جو سوال و جواب کے انداز میں لکھا گیا ہے نظام فتوت کے جملہ آداب معلوم ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے سماعی باتیں اور داستانیں بھی لکھ دی ہیں۔ بظاہر یہ فارسی کا آخری فتوت نامہ ہے۔ مصنف نے کتاب کے متن میں اپنے ماخذ کا بھی کہیں کہیں ذکر کیا ہے، مثلاً ان کتابوں کا : حدیقة الحقیقہ از سنائی، تذکرۃ الاولیاء، از عطار اسرار التوحید (گفتار شیخ ابو سعید ابو الخیر م ۵۴۴۰-۱۰۴۹) 'کشف المحجوب' (مصنفہ سید علی ہجویری جلابی داتا گنج بخش م ۵۴۶۵-۱۰۷۳) سیر الملوک یا سیاست نامہ (مصنف نظام الملک طوسی م ۵۴۷۵-۱۰۸۳)، احیاء علوم الدین (از امام محمد غزالی م ۵۵۰۰-۱۱۱۱) ۷ کتاب الفتوة لا بن المعمار الحنبلی (م ۵۶۴۲-۱۲۴۴ع) قواعد الفتوة (یا فتوت نامہ از شیخ عبدالرزاق کاشانی) اور خاور نامہ

(حضرت علی کی جنگوں کی قرضی داستانیں جس کا مولف ناسلوم ہے)

اس کتاب میں نظام قنوت کے دور عروج اور پھر انحطاط کا ذکر موجود ہے۔ مصنف نے عربی اور فارسی کے اشعار بھی فراوانی کے ساتھ نقل کئے ہیں۔ چند دل آویز فارسی اشعار نقل کر کے ہم اس تعارف کو ختم کئے دیتے ہیں۔

ہست جوانمرد درم صد ہزار کار چو با جان افتد آن جاست کار (اسیر خسرو)

چون بسی ابلیس روی مردم است پس بہ ہر دستی نباید داد دست

عشق جان طور آمد عاشقا طور سست و خر موسی صاعقا

کار درویشی و رای فہم تست سوی درویشان بمنگرسست سست

کا سہ چشم حریفان پر نشد تا صدف پر در نشد گوہر نشد

گفت پیغمبر کہ ہر کو سر نہفت زود گردد بامراد خویش جفت

چون گرفتنی پیر نازک دل سباش سست ورزیدہ چو آب و گل سباش

پیر آئینہ است جان رادر حزن در رخ آئینہ ای جان دم سزن

چون گرفتنی پیرہین تسلیم شو ہم چو موسی زیر حکم خضر رو

ور بہ ہر زخمی تو پر کینہ شوی پس کجا بی صیقل آئینہ شوی (روسی)

ایں دغل دوستان کہ سی بینی مگسانند گسرد شیرینی

تا حطاسی کہ ہست سی نوشند ہمچو زنبور بر تو می جوشند

وان زبانی کہ دہ خراب شود کیسہ چون کا سہ رباب شود

ترک صحبت کنند و دلداری دوستی خود نبود پنداری

راست گویم ، سگان بازارند کاستخوان از تو دوست تردادند (سعدی)

عیب است بلند بر کشیدن خود را وز جملہ عالم برگزیدن خود را

از مرد سکہ دیدہ بیاید آسخت دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را

(سیر سید علی ہمدانی ، شاہ ہمدان)

آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعہ فال بنام من دیوانہ زند
خوش بود گر محک تجربہ آید بہ بیان تاسیہ روی شود ہر کہ دروغش باشد
(خواجہ حافظ)

کتاب امام علی بن موسی رضا مدفون مشہد کے نام معنون ہے اسی لئے
اس کا نام ”فتوت نامہ سلطانی“ رکھا گیا ہے۔ مصنف مذہباً شیعہ تھے یا کم از
کم اس مذہب کی طرف شدید تمائل رکھتے تھے مگر انہوں نے جملہ فرق
اسلامی کے بزرگوں کا ذکر ارادت و احترام کے ساتھ کیا ہے۔

حواشی حوالہ جات

- (۱) معروف مجلہ Islamica کے ۱۹۳۱ء اور ۱۹۳۲ء کے کئی شمارے دیکھے جا سکتے ہیں۔
- (۲) اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ابن الکریلائی نے روایات الجنان و جنات الجنان (جلد اول) میں
فتوت نامہ زرکوب کا جو طویل اقتباس نقل کیا ہے، وہ اس متن میں موجود نہیں ہے۔
- (۳) جھوٹا موتی۔
- (۴) نیم نانی گر خورد مرد خدا
ملک اقلیمی بگیرد پادشاہ
ہم چنان در بند اقلیمی دگر
بذل دریشان کند نمی دگر
(سعدی، گلستان)
- (۵) دیکھئے ”بوستان سعدی“ میں حضرت ابراہیمؑ کے ہاں کسی کافر کے سہمان ہونے کا واقعہ۔
- (۶) حدیث رسول ہے: کلکم راعی و کلکم مسئول عن رعیتہ۔
- (۷) شرائط نظام فتوت میں داخل ہونے سے مربوط ہیں اور آداب، وہ اخلاقی اور عملی خواص ہیں
جن سے فتیان اپنے اپنے عمل کے مطابق ترقی کرتے اور تکامل سے قریب ہوتے جاتے ہیں۔